تعارف نصاب تعلیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تعارف نصاب تعلیم

جامعہ دارالعلوم کراچی کا نصاب تعلیم بیان کرنے سے قبل مناسب ہوگا کہ علوم عربیہ کے نصاب کی اجمالی تاریخ بیان کردی جائے، تاکہ اسلام کے قرون اولیٰ سے لے کر موجودہ زمانے تک کے علمی رجحانات کا فی الجملہ اندازہ کیا جاسکے۔

عہد نبوت میں تعلیم کی ابتدا قرآن مجید سے ہوئی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں قرآن مجید کی تعلیم کے ساتھ ساتھ احادیث کی نشر اشاعت اور درس وتدریس کا بھی خصوصی اہتمام کیا گیا، پھر جوں جوں زمانہ گزرتا گیا اور علمی ضرورتیں بڑھتی رہیں فنون میں بھی حسب ضرورت اضافہ ہوتا رہا، دوسری صدی ہجری کے وسط تک علوم وفنون، قرآن، حدیث، فقہ اور اشعار عرب میں منحصر تھے۔ اس کے بعد چوتھی صدی کے آخر تک جو ایجاد وتدوین کا دور کہلاتا ہے اس میں تمدنی ترقی کے ساتھ مختلف فنون کے ایجاد اور تراجم عمل میں آئے اور حسب ضرورت بعض فنون کی تعلیم وتدریس بھی ہونے لگی، چنانچہ حدیث، تفسیر، اصول فقہ، صرف ونحو، لغات اشعار عرب اور تاریخ وغیرہ اس زمانے کے علوم کا بھی اضافہ کیا گیا۔

پانچویں اور ساتویں صدی کے درمیان حجۃ الاسلام امام غزالی رحمہ اللہ کے ذریعے علم کلام کی بنیاد پڑی اور اس کی تائید کے لئے مذکورہ علوم کے علاوہ منطق اور فلسفہ وغیرہ علوم معقولہ بھی اسلامی درس گاہوں کا ضروری جز بن گئے۔

اس زمانہ میں درس کا یہ قاعدہ تھا کہ استاد مطالب علمیہ پر جو تقریر کرتا تھا شاگرد اس کو قلمبند کرتے جاتے تھے اور نہایت احتیاط سے محفوظ رکھتے تھے، ان یادداشتوں کو "تعلیقات" کہتے تھے۔ امام غزالی رحمہ اللہ نے بھی "تعلیقات" کا ایک مجموعہ تیار کیا تھا، چند روز کے بعد وطن کو واپس آئے اتفاق سے راہ میں ڈاکہ پڑا اور آپ کے پاس جو کچھ سامان تھا، سب لٹ گیا اس میں وہ "تعلیقات" بھی تھیں جو ان کو امام ابونصر اسماعیلی رحمہ اللہ نے لکھوائی تھیں۔ امام غزالی رحمہ اللہ کو اس کے لٹنے کا نہایت صدمہ تھا، چنانچہ ڈاکوؤں کے سردار کے پاس گئے اور کہا میں اپنے اسباب میں سے صرف اس مجموعہ کو مانگتا ہوں، کیونکہ میں نے انہیں کے سننے اور یاد کرنے کے لئے یہ سفر کیا تھا، وہ ہنس پڑا اور کہا کہ: "تم نے خاک سیکھا، جبکہ تمہاری یہ حالت ہے کہ ایک کاغذ نہ رہا تو تم کورے ہوگئے"۔ یہ کہہ کر اس نے یہ کاغذات واپس دیدیئے، امام صاحب رحمہ اللہ پر اس طعنہ آمیز فقرے نے ہاتف غیبی کی آواز کا اثر کیا، چنانچہ وطن واپس پہنچ کر وہ یادداشتیں زبانی یاد کرنی شروع کیں، یہاں تک کہ پورے "تین برس" صرف کردیئے اور ان مسائل کے حافظ بن گئے۔

اگرچہ یہ علوم کم وبیش تمام اسلامی ملکوں میں متداول تھے، تاہم مختلف ممالک میں ملکی، مقامی اور قومی خصوصیات کا اثر پڑنا بھی ناگزیر تھا، مصر، شام وغیرہ ممالک میں چونکہ کثرت سے عرب خاندان آباد تھے، اس لئے ان ممالک میں عربی رجحانات کا غلبہ حاصل ہونے کے باعث نسبۃً تفسیر وحدیث اور اسماء الرجال پر زیادہ اعتناء کیا جاتا تھا، اندلس میں ادب وشعر اور تاریخ کو زیادہ فروغ حاصل تھا، ایران میں منطق وفلسفہ کا مذاق غالب تھا اور خراسان وماوراء النہر میں فقہ، اصول فقہ اور تصوف کا زیادہ رواج تھا، لیکن اسی کے

www.deeneislam.com

ساتھ ایک ہی ملک میں مختلف زمانوں میں ماحول کے اثرات اور گردوپیش کے تقاضوں کے باعث بھی اکثر نصاب میں تغیر وتبدل ہوتا رہا ہے۔

ہر چند کہ ہندوستان میں مسلمان پہلی صدی ہجری میں پہنچ گئے تھے، جس میں پانچویں صدی کے اوائل یعنی سلطان محمود غزنوی رحمہ اللہ کے عہد میں خاصہ اضافہ ہوا اور سندھ کے علاوہ پنجاب تک کا علاقہ اسلامی قلم رو میں شامل ہو گیا تھا، مگر ان کے اصلی اثر ورسوخ آغاز ساتویں صدی ہجری کے اوائل یعنی سلطان شہاب الدین غوری رحمہ اللہ (۵۹۷ھ تا ۶۰۲) کے عہد سے ہوتا ہے، یہ وہ زمانہ تھا جس میں خراسان اور ماوراء النہر وغیرہ میں تفسیر وحدیث کے ساتھ صرف ونحو، بلاغت، ادب، فقہ، منطق، کلام اور تصوف اگر معیار فضیلت سمجھے جاتے تھے مگر فقہ اور اصول فقہ کو زیادہ اہمیت حاصل تھی، ہندوستان میں آنے والے مسلمان زیادہ تر انہیں ممالک سے آئے تھے، لہٰذا ان کے ساتھ ان کے رجحانات کا آنا بھی لازمی تھا، چنانچہ ہندوستان میں اس دور کے نصاب تعلیم میں یہ سب علوم داخل اور جزو نصاب تھے۔

مولانا حکیم سید عبدالحیٰ لکھنوی رحمہ اللہ نے قدیم ہندوستانی نصاب تعلیم کے حسب ذیل چار دور قرار دیے ہیں:

دور اوّل:

اس کا آغاز ساتویں ہجری سے سمجھنا چاہیے اور انجام دسویں پر اس وقت ہوا جب کہ دوسرا دور شروع ہو گیا تھا، کم وبیش دو سو برس تک ان فنون کی تحصیل معیار فضیلت سمجھی جاتی تھی، صرف ونحو، ادب، بلاغت، فقہ، اصول فقہ، منطق کلام، تصوف، تفسیر، حدیث۔

اس طبقے کے علماء کے حالات سے معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانے میں علم "فقہ" معیار فضیلت تھا، حدیث میں صرف "مشارق الانوار" کا پڑھ لینا کافی سمجھا جاتا اور حدیث میں مزید درک ومہارت کے لئے "مصابیح" آخری کتاب تھی۔

اس زمانے کے نصاب تعلیم میں جو خصوصیات نظر آتی ہیں وہ فاتحین ہند کے مؤثر اور نکھرے ہوئے مذاق کا نتیجہ تھیں، ہندوستان میں اسلامی حکومت کی بساط جن لوگوں نے بچھائی وہ غزنی اور غور سے آئے تھے، یہ وہ مقامات تھے جہاں فقہ اور اصول فقہ کا ماہر ہونا علم وفن کا طرۂ امتیاز سمجھا جاتا تھا اور ان ممالک میں فقہی روایات کا پایہ بہت بلند تھا۔

دور دوم:

نویں صدی ہجری کے آخر میں شیخ عبداللہ اور شیخ عزیزاللہ رحمہا اللہ نے سابقہ معیار فضیلت کو کسی قدر بلند کرنے کیلئے قاضی عضدالدین کی تصانیف "مطالع ومواقف" اور علامہ سکاکی رحمہ اللہ کی "مفتاح العلوم" نصاب میں داخل کیں۔

اس دور میں میر سید شریف رحمہ اللہ کے تلامذہ نے "شرح مطالع" اور "شرح مواقف" اور علامہ تفتازانی رحمہ اللہ کے شاگردوں نے "مطول ومختصر المعانی اور تلویح وشرح عقائد النسفی" کو رواج دیا۔ نیز اس زمانہ میں "شرح وقایہ" اور "شرح جامی" داخل نصاب کی گئیں، اس دور کے آخر میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ نے علمائے حرمین شریفین سے علم حدیث کی تکمیل

www.deeneislam.com

کر کے علم حدیث کو فروغ دینے کی کوشش کی، ان کے بعد ان کے فرزند شیخ نور الحق نے بھی درس حدیث کی اشاعت کی کوشش کی مگر کامیابی نہ ہوسکی۔

دور اول کی کتابوں کی فہرست میں مطالع ومواقف اور ان کی شرحیں، مطول، مختصر، تلویح، شرح عقائد نسفی، شرح وقایہ اور شرح جامی کا اضافہ کر لینے سے دور دوم کے نصاب کی فہرست بآسانی مرتب ہو جاتی ہے۔

اس طبقے کے علمائے کرام کے حالات سے معلوم ہوتا ہے کہ جس طرح ہمارے زمانے میں "صدرا" اور "شمس بازغہ" انتہائی کتابیں سمجھی جاتی ہیں، اسی طرح اس زمانے میں مفتاح العلوم "سکاکی" اور قاضی عضد الدین کی مطالع اور مواقف منتہیانہ کتابیں تھیں۔

دور سوم:

دور دوم کے نصاب درس میں جو تغیر ہوا اس سے لوگوں کی امنگیں بڑھ گئیں تھیں، اور معیار فضیلت کو پہلے سے زیادہ بلند کرنے کی متمنی تھے، میر فتح اللہ شیراز سے ہندوستان آئے اکبر نے ان کو "عضد الملک" کا خطاب دے کر پذیرائی کی، انہوں نے سابق نصاب درس میں کچھ جدید اضافے کیے جس کو علماء نے فوراً قبول کرلیا۔

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمہ اللہ کہنے جو اس دور کے سب سے آخری مگر سب سے زیادہ نامور عالم تھے، حرمین شریفین تشریف لے گئے اور وہاں "چودہ ماہ" قیام فرما کر "شیخ ابوطاہر رحمہ اللہ" کردی سے علم حدیث کی تکمیل کی اور ہندوستان آکر اس سرگرمی سے اس کی اشاعت کی کہ جس کے اثرات آج تک باقی ہیں، حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ اور ان کے اخلاف نے صحاح ستہ کے درس وتدریس کو اپنی سعی وکوشش سے جزو نصاب بنا دیا۔

شاہ صاحب رحمہ اللہ نے ایک نیا درس بھی مرتب کیا تھا، مگر چونکہ اس زمانہ میں علم کا مرکز دہلی سے لکھنؤ منتقل ہو چکا تھا، نیز ہمایوں اور اکبر کے زمانے میں ایران سے جو نیا تعلق ہوا تھا، اس نے بتدریج ہندوستان کے علمی مذاق میں ایک جدید تغیر پیدا کر دیا تھا، مغل دربار کے ایرانی امراء اور علماء کے ذریعہ منطق وفلسفہ کو جو شروع سے ہی ایران میں معیار فضیلت سمجھے جاتے تھے آہستہ آہستہ دوسرے علوم پر فوقیت حاصل ہوتی جاتی تھی، اس لئے شاہ صاحب رحمہ اللہ کے نصاب کو قبول عام حاصل نہ ہوسکا۔

دور چہارم:

چوتھا دور بارہویں صدی ہجری سے شروع ہوا، اس کے بانی ملا نظام الدین سہالوی لکھنوی رحمہ اللہ تھے، یہ شاہ ولی اللہ صاحب رحمہ اللہ کے ہمعصر تھے، درس نظامی کے نام سے جو نصاب آج تمام مدارس عربیہ میں رائج ہے وہ ان ہی کی یادگار ہے، ملا نظام الدین نے دور سوم کے نصاب میں اضافہ کر کے ایک نیا نصاب مرتب کیا جس کی بڑی خصوصیت یہ ہے کہ طالب علم میں امعان نظر اور قوت مطالعہ پیدا کرنے کا لحاظ اس میں زیادہ رکھا گیا ہے اور گو اس نصاب کی تحصیل کے معا بعد کسی مخصوص فن میں کمال حاصل نہیں ہو جاتا، مگر یہ صلاحیت ضرور پیدا ہو جاتی ہے کہ محض اپنے مطالعہ اور محنت سے جس فن میں چاہے کمال پیدا کر لے، حدیث وتفسیر کا معیار اس نصاب میں بھی کچھ زیادہ بلند نہیں ہے اور ادب کی تو سرے سے کوئی کتاب ہی نہیں۔

تیرہویں صدی کے وسط میں ہندوستان میں علم کے تین مراکز قائم تھے، دہلی، لکھنؤ اور خیرآباد؛ گو نصاب تعلیم تینوں کا قدرے مشترک تھا، تاہم تینوں کے نقطہ ہائے نظر مختلف تھے، دہلی میں تفسیر وحدیث پر زیادہ توجہ دی جاتی تھی، حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمہ اللہ کا خاندان کتاب وسنت کی نشر واشاعت اور تعلیم وتدریس میں ہمہ تن مشغول تھا، علوم معقولہ کی حیثیت ثانوی درجے کی تھی، لکھنؤ میں علمائے فرنگی محلی پر ماوراء النہر کا ساتویں صدی والا قدیم رنگ چھایا ہوا تھا، ''فقہ اور اصول فقہ'' کو ان کے یہاں سب سے زیادہ اہمیت حاصل تھی، تفسیر میں ''جلالین وبیضاوی'' اور حدیث میں ''مشکوٰۃ المصابیح'' کافی سمجھی جاتی تھی، خیرآبادی مرکز کا علمی موضوع صرف منطق وفلسفہ تھا اور یہ علوم اس قدر اہتمام سے پڑھائے جاتے تھے کہ جملہ علوم کی تعلیم ان کے سامنے ماند پڑ گئی تھی۔

دارالعلوم دیوبند کا نصاب

تیرہویں صدی کے نصف آخر میں دہلی اور خیرآبادی کی علمی مرکزیت ختم ہو چکی تھی، البتہ لکھنؤ میں علم کی کچھ روشنی باقی تھی، گو ان مقامات کی مرکزیت ختم ہو چکی تھی، تاہم ان تینوں مرکزوں کو مابہ الامتیاز خصوصیات ہندوستان کے مدارس عربیہ میں کم وبیش موجود تھیں۔

1857ء کی جنگ آزادی سے قبل انگلستان کے گورنر جنرل نے یہ اعلان کر دیا تھا کہ ہمارے مخالف اصل مسلمان ہیں، چنانچہ 1857ء کی جنگ میں ناکامی کے بعد انگریزوں نے جی بھر بدلہ لیا اور علماء، شعراء، ادیبوں اور رہنماؤں پر قتل وغارت گری کا بازار گرم کر دیا۔

انگریز اپنے ناپاک عزائم کے تحت رفتہ رفتہ ہندوستان کی سیاسی، تعلیمی اور انتظامی معاملات میں مداخلت کرنے لگے تھے، اس غرض سے جگہ جگہ ''بائیبل سوسائٹیاں'' قائم کی گئیں۔

ہندوستان کے بسنے والوں بالخصوص مسلمانوں کو جاہل اور مفلس بنا کر جس کے لئے طرح طرح کے جائز وناجائز طریقے اختیار کئے جاتے تھے، اس راہ کی سب سے بڑی رکاوٹ مسلمانوں کے علوم اور ان کا مذہبی شغف تھا اس کے لئے 1251ھ بمطابق 1838ء کا تعلیمی نظام مرتب کیا گیا، جس کی روح لارڈ میکالے کے نزدیک یہ تھی کہ:

ایک ایسی جماعت تیار کی جائے جو رنگ ونسل کے لحاظ سے تو ہندوستانی ہو مگر
فکروعمل کے لحاظ سے عیسائیت کے سانچے میں ڈھلی ہو۔

حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ دارالعلوم قائم کر کے اپنے عمل سے یہ نعرہ بلند کر رہے ہیں کہ:

ہماری تعلیم کا مقصد ایسے نوجوان تیار کرنا ہے جو رنگ ونسل کے لحاظ سے ہندوستانی ہوں
اور دل ودماغ کے لحاظ سے اسلامی ہوں، جن میں اسلامی تہذیب وتمدن کے جذبات
بیدار ہوں اور دین وسیاست کے لحاظ سے ان میں اسلامی شعور زندہ ہو۔

دارالعلوم دیوبند نے ان علوم کی عظمت کو نہ صرف یہ کہ باقی رکھا بلکہ ترقی دینے میں اس نے ایک اہم کردار ادا کیا ہے،

دارالعلوم دیوبند کے نصاب تعلیم میں ان تینوں مقامات کی خصوصیات کو جمع کردیا گیا ہے اور ان کے امتزاج سے نصاب تیار ہوا ہے جو کم وبیش ایک صدی سے زائد عرصہ سے اکثر مدارس عربیہ میں مروج ہے۔ بعض مقامات پر دوسرے جدید نصاب بھی رائج ہیں، ایسے مدارس میں ندوۃ العلماء لکھنؤ کی حیثیت زیادہ ممتاز ہے، مگر یہ نصاب زیادہ عام نہیں ہے۔

نصاب دارالعلوم دیوبند کی مذکورہ بالا جامعیت کے باوجود جس طرح ہر زمانہ میں حالات کے تقاضوں کے مطابق نصاب تعلیم میں تغیر وتبدل ہوتا رہا ہے اسی طرح دارالعلوم کے نصاب میں بھی وقتاً فوقتاً حالات اور زمانہ کے تقاضے کے مطابق حذف واضافہ کیا جاتا رہا ہے جس میں علوم دینیہ کے ساتھ عصری اور معاشی ضرورتوں کا بھی فی الجملہ لحاظ رکھا گیا ہے اور اسے زیادہ مفید بنانے کی کوشش کی جاتی رہی ہے۔

موجودہ نصاب چار طبقات پر مشتمل ہے: ابتدائی، متوسط، اعلیٰ، تکمیل: تکمیل لازمی نہیں ہے، اگر طالب علم کو مزید کسی خاص موضوع یا فن میں مہارت حاصل کرنا مقصود ہو تو وہ تکمیل میں داخلہ لے کر مزید اپنی تعلیم جاری رکھ سکتا ہے۔

۱۸ ساله نافذالعمل درس نظامی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جامعہ دارالعلوم کراچی

میں نافذ العمل عصری مضامین اور شرعی علوم پر مشتمل درسِ نظامی

کا

نصابِ تعلیم

Academic Curriculum
of Dars e Nizami
Comprising of
Modern and Islamic Sciences
for

Jamia Darul Uloom Karachi

www.deeneislam.com

نصابِ تعلیم پر ایک نظر

(Syllabus at a glance)

جامعہ ہذا میں تعلیم کا کل دورانیہ (Period) سترہ (۱۷) سال ہے، جس کا اجمالی خاکہ درج ذیل ہے:

۱۔	ابتدائیہ	(Primary Stage)	۵ سال
۲۔	متوسطہ	(Middle Stage)	۳ سال
۳۔	عامہ	(Secondary Stage)	۳ سال
۴۔	خاصہ	(Intermediate Stage)	۲ سال
۵۔	عالیہ	(Graduation Stage)	۲ سال
۶۔	عالمیہ	(Post GraduationStage)	۲ سال
			۱۷ سال

نوٹ: درس نظامی کے سترہ سالہ تعلیمی دورانیہ کی تکمیل کے بعد تین سالہ "تخصص فی الافتاء" کا بھی شعبہ قائم ہے، اس میں محدود تعداد میں عمدہ صلاحیت رکھنے والے فضلاءِ درس نظامی کو داخلہ دیا جاتا ہے اور اس دورانیہ میں انہیں شرعی اور فقہی مآخذ سے استفادہ کرنے اور فقہی مسائل کی تحقیق کی تربیت دی جاتی ہے، تیسرا سال علمی تحقیقی مقالے کی تیاری کے لئے مختص ہے۔

www.deeneislam.com

ابتدائیہ (پرائمری) (Primary)

اس مرحلے (Stage) کا نصاب سندھ ٹیکسٹ بک بورڈ (Sindh Tex Book Bord) کے مطابق ہے، البتہ اسلامیات کے نصاب میں کچھ اضافہ کیا گیا ہے۔ تفصیل درج ذیل ہے:

جماعت اول (Class I)

۱۔	نورانی قاعدہ	
۲۔	اسلامیات	سندھ ٹیکسٹ بک بورڈ
۳۔	اردو کی پہلی کتاب	سندھ ٹیکسٹ بک بورڈ
۴۔	My English Book-1	سندھ ٹیکسٹ بک بورڈ
۵۔	ریاضی	سندھ ٹیکسٹ بک بورڈ
۶۔	ڈرائنگ وخوشخطی	

جماعت دوم (Class II)

۱۔	قرآن کریم	ناظرہ: پارہ عمّ مکمل حفظ: سورۃ الناس تا سورۃ الفیل
۲۔	تعلیم الاسلام	حصہ اول (مفتی کفایت اللہ رحمہ اللہ)
۳۔	اسلامیات	سندھ ٹیکسٹ بک بورڈ
۴۔	اردو کی دوسری کتاب	سندھ ٹیکسٹ بک بورڈ
۵۔	My English Book2	سندھ ٹیکسٹ بک بورڈ
۶۔	ریاضی	سندھ ٹیکسٹ بک بورڈ
۷۔	سندھی قاعدہ	سندھ ٹیکسٹ بک بورڈ
۸۔	ڈرائنگ وخوشخطی	

www.deeneislam.com

جماعت سوم (Class III)

۱۔	قرآن کریم	ناظرہ: پارہ ۱ تا ۳ حفظ: سورۃ الناس تا سورۃ القدر
۲۔	تعلیم الاسلام	حصہ دوم (مفتی کفایت اللہ رحمہ اللہ)
۳۔	اسلامیات	سندھ ٹیکسٹ بک بورڈ
۴۔	اردو کی تیسری کتاب	سندھ ٹیکسٹ بک بورڈ
۵۔	My English Book3	سندھ ٹیکسٹ بک بورڈ
۶۔	ریاضی	سندھ ٹیکسٹ بک بورڈ
۷۔	سندھی قاعدہ	سندھ ٹیکسٹ بک بورڈ
۸۔	سائنس	سندھ ٹیکسٹ بک بورڈ
۹۔	معاشرتی علوم	سندھ ٹیکسٹ بک بورڈ
۱۰۔	ڈرائنگ وخوشخطی	

جماعت چہارم (Class IV)

۱۔	قرآن کریم	ناظرہ: پارہ ۴ تا ۱۵
		حفظ: "سورۃ الناس" تا "سورۃ البروج"
۲۔	تعلیم الاسلام	حصہ سوم (مفتی کفایت اللہ رحمہ اللہ)
۳۔	اسلامی آداب	(مولانا محمد عاشق الٰہی بلند شہری رحمہ اللہ)
۴۔	اسلامیات	سندھ ٹیکسٹ بک بورڈ
۵۔	اردو کی چوتھی کتاب	سندھ ٹیکسٹ بک بورڈ
۶۔	My English Book4	سندھ ٹیکسٹ بک بورڈ
۷۔	ریاضی	سندھ ٹیکسٹ بک بورڈ
۸۔	سندھی	سندھ ٹیکسٹ بک بورڈ
۹۔	سائنس	سندھ ٹیکسٹ بک بورڈ
۱۰	معاشرتی علوم	سندھ ٹیکسٹ بک بورڈ
۱۱۔	ڈرائنگ وخوشخطی	

جماعت پنجم (Class V)

۱۔	قرآن کریم	ناظرہ: پارہ ۱۶ تا ختم قرآن کریم
		حفظ: "سورۃ الانشقاق" تا "سورۃ النباء"
۲۔	تعلیم الاسلام	حصہ چہارم (مفتی کفایت اللہ رحمہ اللہ)
۳۔	رسول عربی	(سید فرید الوحیدی مدنی رحمہ اللہ)
۴۔	اسلامیات	سندھ ٹیکسٹ بک بورڈ
۵۔	اردو کی پانچویں کتاب	سندھ ٹیکسٹ بک بورڈ
۶۔	My English Book5	سندھ ٹیکسٹ بک بورڈ
۷۔	ریاضی	سندھ ٹیکسٹ بک بورڈ
۸۔	سندھی	سندھ ٹیکسٹ بک بورڈ
۹۔	سائنس	سندھ ٹیکسٹ بک بورڈ
۱۰	معاشرتی علوم	سندھ ٹیکسٹ بک بورڈ
۱۱۔	ڈرائنگ وخوشخطی	

www.deeneislam.com

متوسطہ = مڈل

(Middle Stage)

یہ مرحلہ تین سالہ دورانیے (Period) پر مشتمل ہے، اس مرحلہ کے پہلے دو سالوں کا نصاب بھی سندھ ٹیکسٹ بک بورڈ کے مطابق ہے، البتہ اسلامیات کے نصاب میں اضافہ کیا گیا ہے، نیز ضرورت کے پیش نظر فارسی بطور اضافی مضمون بھی پڑھائی جاتی ہے، جب کہ تیسرے سال میں مرکزی بورڈ (Central Board) وفاق المدارس العربیہ کا طے کردہ نصاب پڑھایا جاتا ہے، تفصیل درج ذیل ہے:

متوسطہ/سال اول

(Class Vi)

۱۔	قرآن کریم	شروع کے دس پاروں کی دہرائی (Revision)
۲۔	اسلامیات	تعلیمات اسلام (حصہ دوم)
۳۔	اردو ششم	سندھ ٹیکسٹ بک بورڈ
۴۔	ریاضی ششم	سندھ ٹیکسٹ بک بورڈ
۵۔	انگریزی ششم	سندھ ٹیکسٹ بک بورڈ
۶۔	معاشرتی علوم ششم	سندھ ٹیکسٹ بک بورڈ
۷۔	سائنس ششم	سندھ ٹیکسٹ بک بورڈ
۸۔	فارسی (Persian)	تسہیل المبتدی، رہبر فارسی، کریما۔

متوسطہ/سال دوم

(Class VII)

۱۔	قرآن کریم	درمیانی (۱۰) پاروں کی دہرائی (Revision)
۲۔	اسلامیات	سیرت خاتم الانبیاء (مفتی محمد شفیع رحمہ اللہ)
۳۔	اردو ہفتم	سندھ ٹیکسٹ بک بورڈ

www.deeneislam.com

۴۔	ریاضی ہفتم	سندھ ٹیکسٹ بک بورڈ
۵۔	انگریزی ہفتم مع گرائمر	سندھ ٹیکسٹ بک بورڈ
۶۔	معاشرتی علوم ہفتم	سندھ ٹیکسٹ بک بورڈ
۷۔	سائنس ہفتم	سندھ ٹیکسٹ بک بورڈ
۸۔	فارسی(Persian)	پندنامہ، نام حق، انشاء فارسی حصہ اول، گلستان سعدی آٹھواں باب

متوسطہ/ سال سوم

(Class VIII)

۱۔	قرآن کریم	آخری دس (۱۰) پاروں کی دہرائی(Revision)
۲۔	تجوید	**خلاصۃ التجوید**
۳۔	اسلامیات	بہشتی گوہر از مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ
		سیرت رسول (وفاق المدارس العربیہ پاکستان)
۴۔	اردو ہشتم	وفاق المدارس العربیہ پاکستان
۵۔	ریاضی ہشتم	وفاق المدارس العربیہ پاکستان
۶۔	انگریزی ہشتم مع گرائمر	وفاق المدارس العربیہ پاکستان
۷۔	معاشرتی علوم ہشتم	وفاق المدارس العربیہ پاکستان
۸۔	جنرل سائنس ہشتم	سندھ ٹیکسٹ بک بورڈ
۹۔	فارسی(Persian)	گلستان سعدی باب اول تا چہارم۔

العامۃ = میٹرک

(Secondary Stage)

اس مرحلے میں پہلے سال سندھ ٹیکسٹ بک بورڈ کا منظور شدہ میٹرک کا نصاب شامل ہے، جب کہ بعد کے مراحل میں کے لئے وفاق المدارس العربیہ پاکستان کا طے کردہ درس نظامی کا نصاب پڑھایا جاتا ہے، اس مرحلے کے دوسرے سال سے "القسم الأردو"(UrduMedium) کے ساتھ ساتھ "القسم العربی"(ArabicMedium) کا شعبہ بھی قائم ہے، جس میں عربی زبان میں تعلیم دی جاتی ہے۔ تفصیل درج ذیل:

www.deeneislam.com

العامة / السنة الاؤلی

(Secondary Stage- Ist Year)

ا۔	قرآن کریم		مکرر دہرائی (Second Revision)
۲۔	اسلامیات	نہم، دہم	سندھ ٹیکسٹ بک بورڈ
۳۔	اردو	نہم، دہم	سندھ ٹیکسٹ بک بورڈ
۴۔	ریاضی	نہم، دہم	سندھ ٹیکسٹ بک بورڈ
۵۔	انگریزی	نہم، دہم مع گرائمر	سندھ ٹیکسٹ بک بورڈ
۶۔	مطالعہ پاکستان	نہم، دہم	سندھ ٹیکسٹ بک بورڈ
۷۔	جغرافیہ	نہم، دہم	سندھ ٹیکسٹ بک بورڈ
۸۔	سندھی	نہم، دہم	سندھ ٹیکسٹ بک بورڈ
۹۔	جنرل سائنس	نہم، دہم	سندھ ٹیکسٹ بک بورڈ
۱۰۔	تاریخ		تاریخ اسلام

العامة / السنة الثانية

(Secondary Stage- 2nd Year)

المناهج / Subjects		الكتب الدراسية / Text Books
ا۔	تجوید (Tajweed)	جمال القرآن، فوائد مکية
۲۔	حدیث (Hadith)	جوامع الكلم
۳۔	صرف (Arabic Morphology)	علم الصرف، میزان الصرف
		تسهيل الأدب ، الجزء ان الأول والثانی
۴۔	نحو (Arabic Grammar)	علم النحو ، نحو میر ، شرح مائة عامل
۵۔	عربی بول چال (Arabic Language)	الطريقة العصرية ، الطريقة الجديدة ، الجز ء الثانی
۶۔	تاریخ (History)	قصص النبين ، الجزء الأول والثاني والثالث

www.deeneislam.com

العامة / السنة الثالثة

(Secondary Stage- 3rd Year)

المناهج / Subjects		الكتب الدراسية / Text Books
۱۔	تفسیر (Tafseer)	الجزء عمّ كل
۲۔	تجوید (Tajweed)	المقدمة الجزرية
۳۔	حدیث (Hadith)	زاد الطالبين
۴۔	فقہ (Islamic Juirsprudence)	مختصر القدوری
۵۔	صرف (Arabic Morphology)	علم الصيغة ، فصول اكبرى
۶۔	نحو (Arabic Grammar)	هداية النحو ، تسهيل الأدب ، الجزء الرابع
۷۔	ادب (Literature)	القراءة الراشدة ، الجزء الأول
۸۔	عربی بول چال (Arabic Language)	معلم الانشاء ، الجزء الأول
۹۔	منطق (Logic)	تيسر المنطق ، ايساغوجى ، المرقات

www.deeneislam.com

الخاصّة = ایف۔اے

(Intermediate Stage)

یہ مرحلہ دوسالہ دورانیے (Period) پر مشتمل ہے، اس مرحلہ کے پہلے سال یعنی "الـــخـــاصة الأولـــى" (IntermediateStage 1st Year) سے "العالية السنة الثانية" (GraduationStage - 2nd Year) تک ایک اضافی شعبہ "قسم القراء ات" (Section Qira,at) بھی قائم کیا گیا ہے، جس میں اس مرحلہ کے مقرر کردہ نصاب کے علاوہ "علم القرأت وعلم الرسم" کی بعض کتب کا بھی اضافہ کیا گیا ہے، جس کی تفصیل مقررہ نصاب کے بعد بیان کی جائیگی، ہر سال کے نصاب کی تفصیل درج ذیل ہے:

الخاصة / السنة الأولى

(Intermediate Stage- 1st Year)

المناهج / Subjects	الكتب الدراسية / Text Books
١۔ تفسیر(Tafseer)	سورة العنكبوت الى سورة المرسلات
٢۔ حدیث (Hadith)	رياض الصالحين
٣۔ فقہ (Islamic Jurisprudence)	كنز الدقائق
٤۔ اصول فقہ (Principlesof IslamicJurisprudence)	أصول الشاشي ، آسان اصول فقه
٥۔ نحو(Arabic Grammar)	الكافية ، النحو الواضح للثانوية الجزء الأول
٦۔ ادب (Literature)	نفحة العرب
٧۔ عربی بول چال(Arabic Language)	معلم الانشاء الجزء الثانى
٨۔ منطق (Logic)	شرح التهذيب
٩۔ اخلاقیات (Ethics)	تعليم المتعلم
١٠۔ تاریخ (History)	قصص النبيين الجزء الخامس ، تاريخ الخلفاء الراشدين ، مختصر تاریخ اسلامی

www.deeneislam.com

المناهج والكتب الدراسية المزيدة لقسم القراء ات

(AdditionalSubjects and Tex Books for Qira,at Section)

١۔ علم القراءات(The Science of Qira,at) الشاطبيه فى القراء ات السبعة (بيت رقم ١ الى ٣٣٣)

الخاصة / السنة الثانية

(Intermediate Stage- 2nd Year)

المناهج / Subjects	الكتب الدراسية / Text Books
١۔ تفسیر(Tafseer)	سورة يونس الى سورة العنكبوت
٢۔ حدیث (Hadith)	رياض الصالحين

۳۔	فقہ (Islamic Jurisprudence)	شرح الوقاية آخرين
۴۔	اصول فقہ (Principles of Islamic Jurisprudence)	نورالانوار الى بحث القياس
۵۔	نحو(Arabic Grammar)	شرح الكافية للجامی
۶۔	ادب (Literature)	المقامات الحريرية ، معلم الانشاء الجزء الثالث
۷۔	بلاغت وفصاحت(Rhetoric & Eloquence)	دروس البلاغة
۸۔	منطق (Logic)	القطبی

المناهج والكتب الدراسية المزيدة لقسم القراء ات

(Additional Subjects and Tex Books for Qira,at Section)

۱۔علم القراءات(The Science of Qira,at) الشاطبيه فى القراء ات السبعة (بيت رقم ۳۳۵ الى ۸۲۹)

۲۔علم الرسم(Quranic Calligraphy)عقلية اتراب القصائد المعروف بالرائية (بيت رقم ۱ الى بيت رقم ۱۲۸)

www.deeneislam.com

العالية = بی۔اے

(Graduation Stage)

یہ مرحلہ بھی دوسالہ دورانیے(Period) پر مشتمل ہے، ہر سال کے نصاب کی تفصیل درج ذیل ہے:

العالية / السنة الأولى

(Graduation Stage- 1st Year)

	المناهج / Subjects	الكتب الدراسية / Text Books
۱۔	تفسیر(Tafseer)	سورة الفاتحة الى سورة يونس
۲۔	حدیث (Hadith)	آثار السنن
۳۔	فقہ (Islamic Jurisprudence)	الهداية المجلد الأول
۴۔	اصول فقہ (Principlesof Islamic Jurisprudence)	الحسامی الى بحث القياس ، نور الانوار من القياس الى آخر الكتاب

۵۔ ادب (Literature) الديوان للمتنبى ،مختارات من ادب العرب ، المعلقات السبع الجزء الأول والثانى ، الأسلوب الصحيح

۶۔ بلاغت وفصاحت (Rhetoric & Eloquence) مختصر المعانى ، البلاغة الواضحة

۷۔ فلسفہ (Philosophy) الهدية السعدية ، هداية الحكمة

۸۔ حکمت وعقلیات (Intellectual Science) الانتباهات المفيدة

۹۔ مناظرہ (Dialectology) الرشيدية

۱۰۔ تاریخ (Histrory) التاريخ الاسلامى للدكتور ابراهيم الشريفى

المناهج والكتب الدراسية المزيدة لقسم القراء ات

(Additional Subjects and Tex Books for Qira,at Section)

۱۔ علم القراءات (The Science of Qira,at) الشاطبيه فى القراء ات السبعة (بيت رقم : ۸۳۰ الى آخر الكتاب)

۲۔ علم الرسم (Quranic Calligraphy) عقلية اتراب القصائد (بيت رقم ۱۲۹ الى آخر الكتاب)

۳۔ اجراء القراءات (Practical Qira,at) الاجراء فى القراءات السبعة من سورة الفاتحة الى سورة النساء

www.deeneislam.com

العالية / السنة الثانية

(Graduation Stage- 2nd Year)

المناهج / Subjects	الكتب الدراسية / Text Books
۱۔ تفسیر (Tafseer)	تفسير جلالين
۲۔ اصول تفسیر (Principles of Tafseer)	الفوز الكبير
۳۔ حدیث (Hadith)	مؤطاء الامام محمدؒ ، مؤطاء الامام اعظمؒ
۴۔ اصول حدیث (Principles of Hadith)	خير الاصول
۵۔ فقہ (Islamic Jurisprudence)	الهداية المجلد الثانى
۶۔ اصول فقہ (Principles of Islamic Jurisprudence)	التوضيح والتلويح

۷۔ عقیدہ (Principles of Islamic Belief) — العقیدۃ الطحاویۃ ، شرح العقائد النسفیۃ

۸۔ میراث (Inheritance) — السراجی

۹۔ ادب (Literature) — دیوان الحماسۃ ، متن الکافی

۱۰۔ فلکیات (Astronomy) — فہم الفلکیات

المناھج والکتب الدراسیۃ المزیدۃ لقسم القراء ات

(Additional Subjects and Tex Books for Qira,at Section)

۱۔ علم القراءات (The Science of Qira,at) — الدرۃ المضیئۃ فی القراء ات الثلاثۃ

۲۔ اجراء القراءات (Practical Qira,at) — الاجراء فی القراء ات السبعۃ من سورۃ الفاتحۃ الی سورۃ النساء

العالمیۃ = ایم۔اے

(Post graduation Stage)

یہ مرحلہ بھی دوسالہ دورانیے (period) پر مشتمل ہے، نصاب کی تفصیل درج ذیل ہے:

العالمیۃ / السنۃ الأولی

(Post Graduation Stage Previous)

المناھج / Subjects	الکتب الدراسیۃ / Text Books
۱۔ تفسیر (Tafseer)	تفسیر بیضاوی
۲۔ اصول تفسیر (Principles of Tafseer)	التبیان فی علوم القرآن
۳۔ حدیث (Hadith)	مشکوٰۃ المصابیح
۴۔ اصول حدیث (Principles of Hadith)	نخبۃ الفکر ، مقدمۃ المشکوٰۃ
۵۔ فقہ (Islamic Jurisprudence)	الھدایۃ المجلدان الثالث والرابع

www.deeneislam.com

۶۔	اصول افتاء(Ruling of Edicts)	شرح عقود رسم المفتی
۷۔	اقتصاد اسلامی(Islamic Economice)	اسلام اور جدید معیشت وتجارت
۸۔	تقابل ادیان(Comparative Religions)	آئینہ قادیانیت، اختلاف امت اور صراط مستقیم
۹۔	فلکیات(Astronomy)	الهیئة الوسطیٰ

العالمية / السنة الثانية

(Post Graduation Stage- Final)

یہ دورۂ حدیث کا سال کہلاتا ہے، جس میں بنیادی طور پر صرف علم حدیث اور علم اصول حدیث کی کتب پڑھائی جاتی ہے، البتہ اس سال کے طلبہ کے لئے ایک تحقیق مقالہ(Thesis) لکھنا بھی لازم ہے، تفصیل درج ذیل ہے:

المناهج / Subjects		الكتب الدراسية / Text Books
۱۔ حدیث (Hadith)	(الف)	الصحیح البخاریؒ
	(ب)	الصحیح المسلمؒ
	(ج)	جامع الترمذیؒ
	(د)	سنن أبی داؤدؒ
	(ھ)	سنن ابن ماجةؒ
	(و)	سنن النسائیؒ
	(ز)	شرح معانی الآثار للطحاویؒ
	(ح)	المؤطا للامام مالکؒ
	(ط)	المؤطا للامام محمدؒ
۲۔ اصول حدیث (Principlesof Hadith)		التقریب مع التدریب الراوی للسیوطی
۳۔ شمائل نبوی (Habits & dispositions of The Holy prophetﷺ)		الشمائل للترمذیؒ
۴۔ مقالہ(Thesis)		کم از کم پچاس صفحات پر مشتمل تحقیقی مقالہ لکھنا لازم ہے۔

www.deeneislam.com

اسمائے کتب فنون

اسمائے کتبِ فنون پر ایک نظر

تفسیر (Tafseer)

الجزء عم کامل ، سورة العنكبوت الى سورة المرسلات ،

سورة يونس الى سورة العنكبوت ، سورة الفاتحة الى سورة يونس ،

تفسير جلالين ، تفسير بيضاوى .

اصول تفسیر (Principles of Tafseer)

الفوز الكبير ، التبيان فى علوم القرآن .

حدیث (Hadith)

جوامع الكلم ، زاد الطالبين ، رياض الصالحين ،

آثار السنن ، مؤطا الامام محمدؒ ، موطا الامام الاعظمؒ ،

مشكوٰة المصابيح ، الصحيح للبخارىؒ ،

الصحيح لمسلمؒ ، جامع الترمذىؒ ، سنن أبى داؤدؒ ،

سنن ابن ماجةؒ ، سنن النسائىؒ ، شرح معانى الآثار للطحاوىؒ ،

المؤطا للامام مالک ، الشمائل للترمذىؒ .

اصول حدیث (Principles of Hadith)

خير الأصول ، نخبة الفكر ، مقدمة المشكوٰة ،

التقريب مع تدريب الروای للسيوطی.

www.deeneislam.com

فقہ (Islamic Jurisprudence)

بہشتی گوہر، مختصر القدوری ، کنز الدقائق ،

شرح الوقایہ آخرین ، الهدایہ اولین ،آخرین .

اصول فقہ (Principles of Islamic Jurisprudence)

اصول الشاشی ، آسان اصول فقہ ، نورالانوار ،

الحسامی ، التوضیح والتلویح .

اصول افتاء (Ruling of Edicts)

شرح عقود رسم المفتی .

ادب (Literature)

القراء ة الراشدة الجزء الاول ، نفحة العرب ،

المقامات الحريرية ، معلم الانشاء ، الديوان المتنبی ،

مختارات من ادب العرب ، المعلقات السبع الجزء الاول والثانی ،

الاسلوب الصحيح ، ديوان الحماسة ، متن الكافی .

منطق (Logic)

تیسیر المنطق،ایساغوجی ، المرقات ، شرح التهذیب ، القطبی .

اخلاقیات (Ethics)

تعليم المتعلم.

تجوید (Tajweed)

خلاصة التجويد ، جمال القرآن ،

فوائد مكية ، المقدمة الجزرية .

www.deeneislam.com

(Arabic Morphology) صرف

علم الصرف ، میزان الصرف ، تسهيل الأدب ،

الجزء الأول والثانی ، علم الصيغة ، فصول أكبرى .

(Arabic Grammar) نحو

علم النحو ، نحو مير ، شرح مائة عامل ، هداية النحو ،

تسهيل الأدب الرابع ، ، الكافية ،

النحوا لواضح، لثانوية الجزء الأول ، شرح الكافية للجامی .

(Arabic Language) عربی بول چال

الطريقة العصرية ، الطريقة الجديدة ، الجزء الثانی ،

معلم الانشاء الجزء الأول، الجزء الثانی .

(Histrory) تاریخ

قصص النبيين ، الجزء الأول والثانی والثالث ، قصص النبيين الجزء الخامس ،

تاريخ الخلفاء الراشدين ، سیرت خاتم الانبیاء، مختصر تاریخ اسلامی التاريخ الاسلامی .

(Rhetoric & Eloquence) بلاغت وفصاحت

دروس البلاغة ، مختصر المعانی ، البلاغة الواضحة.

(Philosophy) فلسفہ

الهدية السعدية ، هداية الحكمت

www.deeneislam.com

حکمت وعقلیات (Intellectual Science)

الانتباهات المفيدة .

مناظره (Dialectology)

الرشيدية .

عقیدہ (Principles of Islamic Belief)

العقيدة الطحاوية ، شرح العقائد النسفية .

میراث (Inheritance)

السراجى .

فلکیات (Astronomy)

فهم الفلكيات ، الهيئة الوسطىٰ .

تقابل ادیان (Comparative Religions)

آئینۂ قادیانیت، اختلاف امت اور صراط مستقیم۔

اقتصاد اسلامی (Islamic Economice)

اسلام اور جدید معیشت وتجارت۔

www.deeneislam.com

اسمائے فنون وتعریف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مبادی علوم

انسان کی طبیعت وفطرت کچھ ایسی واقع ہوئی ہے کہ دست قدرت نے اس میں کسب کمالات اور جلب منفعت کی بے پناہ خواہش وودیعت فرمائی ہے جب اس کے سامنے کسی چیز کی خوبی یا منفعت کا ذکر ہوتا ہے تو اس کی طبیعت فوراً اس کی طرف مائل اور اور غیر محسوس طریقہ پر اس کی محبت قلب میں جاگزیں ہو جاتی ہے اور اس کے تقرب وحصول میں وہ اپنی کامیابی سمجھتا ہے۔

یہی وہ فلسفہ ہے جس نے ہر طالب علم وفن پر اول وہلے ہی فن کی تعریف، موضوع، غرض وغایت اور مصنف کتاب کی سوانح حیات معلوم کرنا ضروری قرار دیدیا ہے، اور یہی وہ حکمت ہے جس کے پیش نظر ارباب بصیرت نے طلب علم کے واسطے ان امور کو بمنزلہ اصول ومبادی تسلیم کیا ہے۔

ہر علم کے شروع کرنے سے پہلے چند چیزوں کا جاننا ضروری ہوتا ہے، جن کو مبادی سے تعبیر کرتے ہیں، مبادی کے متعلق حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ رقم فرماتے ہیں کہ کسی فن کے مبادی کی تعلیم کی اصل غایت وغرض خود ان مبادی کی یادداشت یا اس کے تعلیم کے شمائل وخصائص کا تحفظ نہیں ہوتا بلکہ اس کا مقصد متعلم ومستفیض میں ایک ایسی استعداد پیدا کر دینا ہے جو آئندہ تحصیل علوم کے لئے بطور ایک بنیاد واساس کارآمد ہو۔

مبادی علوم امور عشرہ مشہورہ کہلاتے ہیں، یعنی علم کی تعریف، تعیین، موضوع، بیان غرض وغایت، تصدیق بالفائدہ، تعارف، واضع علم، بیان وجہ تسمیہ وغیرہ۔

مراتب وشرف علم

مراتب وشرف علم کے سلسلہ میں بہت سی آیات واحادیث وارد ہیں۔

اللہ ﷻ کا ارشاد ہے:

"يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ آمَنُوْا مِنْكُمْ وَالَّذِيْنَ أُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ".

[المجادلۃ، آیت: ۱۱]

"اللہ بلند کرے ان کے لئے جو کہ ایمان رکھتے ہیں تم میں سے اور علم، ان کے درجے"۔

"إِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ". [الفاطر، آیت: ۲۸]

"اللہ سے ڈرتے وہی ہیں اس کے بندوں میں جن کو سمجھ ہے"۔

"قُلْ هَلْ يَسْتَوِى الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ إِنَّمَا يَتَذَكَّرُ أُوْلُوا الْأَلْبَابِ". [الزمر، آیت: ۹]

اللہ ﷻ کے نبی سرکار دو عالم ﷺ کے ارشادات بھی اس سلسلہ میں بکثرت موجود ہیں۔

ہم یہاں پہلے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کی ایک حدیث نقل کرتے ہیں جو اس سلسلہ میں جامع احادیث ہے۔

(۱) عن معاذ بن جبل أنه قال قال رسول اللّٰه ﷺ تعلموا العلم فان تعلمه للّٰه تعالی خشية ، وطلبه عبادة ، ومذاكرته تسبيح ، والبحث عنه جهاد ، وتعليمه ، لمن لا يعلمه ، صدقة وبذله لاهله قربة ، لانه معالم الحلال والحرام ومنار سبل أهل الجنة وهو الانيس فى الوحشة، والصاحب فى الغربة والمحدث فى الخلوة والدليل على السراء والضراء والسلاح على الأعداء والتزين عند الاخلاء يرفع اللّٰه تعالیٰ به اقواما فيجعلهم فى الخير قادة وأئمة تقتفى اثارهم ويقتدى بفعالهم ، ترغب الملائكة فى خلتهم وباجنحتها تمسهم يستغفر لهم كل رطب ويابس وحيتان البحر وهوامه وسباع البر وأنعامه لأن العلم حياة القلوب من الجهل ومصابيح الأبصار من الظلم يبلغ العبد بالعلم منازل الأخيار والدرجات العلى فى الدنيا والأخرة والتفكر فيه يعدل الصيام ومدارسته تعدل القيام به توصل الارحام وبه يعرف الحلال والحرام وهو امام والعمل تابعه ويلهمه السعداء ويحرمه الأشقياء ''.

''حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا علم حاصل کرو، کیونکہ لوجہ اللہ علم کی تعلیم خشیت ہے اور اس کی طلب عبادت ہے، اس کا مذاکرہ تسبیح اور اس کی تلاش جہاد ہے۔

بے علموں کا علم سکھانا صدقہ ہے، مستحقوں میں علم خرچ کرنا تقرب ہے، کیونکہ علم حلال وحرام کا نشان ہے، جنت کے رستوں پر روشنی کا ستون ہے، تنہائی میں مونس ہے، اور پردیس میں رفیق ہے، خلوت میں ندیم ہے، اور راحت ومصیبت کا بتانے والا ہے، دشمنوں کے مقابلہ میں ہتھیار ہے، دوستوں میں زینت ہے۔

علم کے ذریعے خدا بعضوں کو اٹھاتا ہے اور نیکی کا ایسا امام بنا دیتا ہے کہ ان کے نقش قدم پر چلا جاتا ہے اور ان کے قول پر عمل کیا جاتا ہے، ملائکہ ان کی خدمت پر راغب

ہوتے ہیں اپنے پروں سے انہیں چھوتے ہیں ان کی مغفرت کے لئے ہر چیز حتی کہ پانی کی مچھلیاں، زمین کے کیڑے مکوڑے، خشکی کے درندو چرند دعاء کرتے ہیں، کیونکہ علم دلوں کے لئے زندگی ہے جہل کی موت میں، آنکھوں کے لئے روشنی ہے تاریکی میں، علم ہی کے ذریعے بندے دنیا و آخرت میں اخیار کے مرتبے اور بلند درجے حاصل کرتے ہیں، علم میں غور وفکر روزے کے برابر اور اس کی مشغولیت قیام کے ہم پلہ ہے، علم ہی سے رشتے جڑتے ہیں اور اسی سے حلال وحرام کی شناخت ہوتی ہے، علم عمل کا رہنما ہے، اور عمل علم کا پیرو ہے، نصیبے وروں ہی کو علم کی توفیق میسر آتی ہے اور بد بخت اس سے محروم رہتے ہیں۔

(۲) قال رسول اللّٰہ ﷺ: ان من الذنوب ذنوبا لا یکفرھا صلوة ولا صوم ولا حج الا الھموم فی طلب العلم "۔

بعض گناہ ایسے بھی ہیں جن کا کفارہ نہ نماز ہے، نہ روزہ، نہ حج بلکہ صرف علم کی جستجو ہے۔

(۳) قال النبی ﷺ: لأن تغدو فتتعلم بابا من العلم خیر لک من ان تصلی مائة رکعة "۔ [رواہ ابن عبد البر]

"یعنی طلب علم کے نکلنا اور علم کا ایک باب سیکھنا ایک سو رکعت پڑھنے سے بہتر ہے"۔

(۴) قال النبی ﷺ: طلب العلم افضل عند اللّٰہ من الصلوٰة والصیام والحج والجھاد "۔ [رواہ الدیلمی عن ابن عباس]

"آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ علم طلب کرنا اللہ کے نزدیک نماز روزہ اور جہاد سے بھی افضل ہے"۔

(۵) قال النبی ﷺ: من سلک طریقا یلتمس فیہ علما سھّل اللّٰہ لہ طریقا الی الجنة "۔ [رواہ الترمذی عن أبی ھریرة]

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص علم کی جستجو میں راہ چلے حق تعالیٰ اس کے لئے جنت کی راہ آسان کر دیتے ہیں"۔

(٦) قال النبی ﷺ: اذا جاء طالب العلم الموت وھو علی ھذہ الحالة فھو شھید "۔ [روی عن أبی ھریرة وأبی ذر]

"آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ جس طالب علم کی طلب علم کی حالت میں موت آجائے وہ شہید ہے"۔

(۷) قال النبی ﷺ: فضل العالم علی العابد کفضل القمر لیلة البدر

www.deeneislam.com

علی سائر الکواکب". [رواہ أبو داؤد ، والترمذی عن أبی الدرداء]

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ عابد کے مقابلہ میں عالم کی فضیلت ایسی ہے جیسے چودھویں کے چاند کی فضیلت باقی کواکب پر"۔

یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ علم کا شرف اور اس کی فضیلت یا تو اس کے موضوع کے شرف کے لحاظ سے ہوتا ہے جیسے زرگری چمڑا رنگنے کا کام سے اس لئے اشرف ہے کہ زرگری کا موضوع سونا چاندی ہے، اور وہ چمڑا رنگنے کے موضوع سے اشرف ہے، جو کہ مردہ جانور کی کھال ہے، یا شرف غرض کے اعتبار سے ہوتا ہے جیسے صناعت طب بھنگی کے پیشہ سے اشرف ہے، کیونکہ طب کی غرض انسان کی تندرستی کو فائدہ پہونچانا ہے اور بھنگی کا محض بیت الخلاء کی صفائی کی غرض پر مبنی ہے، یا علم کا شرف باعتبار احتیاج ہوتا ہے جیسے علم فقہ کہ بہ نسبت طب کے اس کی ضرورت زیادہ پڑتی ہے اس لئے کہ کوئی واقعہ خواہ کسی کو بھی پیش آیا ہوا ایسا نہیں ہوتا جس میں فقہ کی حاجت نہ ہو، اسی کے ذریعے سے دینی اور دنیاوی احوال کی اصلاح و درستی کا نظام قائم رہتا ہے۔

www.deeneislam.com

اسمائے فنون اور تعریف

(۱) علم تفسیر

تفسیر سہ حرفی مادہ الفسر (ف۔س۔ر) سے تفعیل کے وزن پر ہے، فسر کے معنی کشف و ایضاح یعنی کھولنا اور واضح کرنا ہے۔

تفسیر کی اصطلاحی تعریف کے سلسلہ میں شیخ ابو حیانؒ نے سب سے بہتر اور جامع تعریف یہ کی ہے کہ فرماتے ہیں:

"ھو علم یبحث فیه عن کیفیة النطق بالفاظ القرآن ومدلولاتها واحکامها الافرادیة والترکیبیة ومعانیها التی تحمل علیهما حالة الترکیب وتتمات لذالک".

یعنی تفسیر ایک ایسا علم ہے جس میں الفاظ قرآن کی کیفیت نطق ان کے مدلولات اور احکام افرادیہ و ترکیبیہ اور ان معانی سے بحث کی جاتی ہے جن پر بحالت ترکیب ان الفاظ کو محمول کیا جاتا ہے اور ان کے تتمات بھی تفسیر میں شامل ہیں۔

علم تفسیر کا موضوع قرآن پاک ہے اس لحاظ سے کہ اس کے مطالب و مقاصد بیان کئے جائیں۔

علم تفسیر کی غرض وغایت تحصیل سعادت اور اجتناب شقاوت ہے۔

علم تفسیر کی کی فضیلت کوئی مخفی چیز نہیں اس کی بابت خود حق تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

"یؤتی الحکمة من یشاء ومن یؤت الحکمة فقد أوتی خیرا کثیرا".

ابن ابی حاتم وغیرہ نے بطریق ابن ابی طلحہ حضرت ابن عباس ﷛ سے خیر کثیر کی بابت روایت کیا ہے کہ اس سے قرآن کی معرفت مراد ہے کہ اس میں ناسخ کیا ہے اور منسوخ کیا ہے، محکم کیا ہے متشابہ کیا، مقدم کون چیز ہے اور مؤخر کیا، حلال کیا ہے اور حرام کیا، اور امثال کون سی ہیں۔

ابن مرویہ نے بطریق جویبر بواسطہ ضحاک حضرت ابن عباس ﷛ سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ "یؤتی الحکمۃ" سے مراد قرآن شریف کا عطا کرنا ہے، حضرت ابن عباس ﷛ فرماتے ہیں کہ یعنی قرآن شریف کی تفسیر کیونکہ پڑھنے کو تو اسے نیک و بد سب پڑھتے ہیں، بیہقی وغیرہ نے حضرت ابو ہریرہ ﷛ سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ قرآن شریف کی تعریب تفسیر و توضیح کرو اور اس کے غریب نامانوس الفاظ کی تلاش میں سرگرم رہو۔

ابن الانباری نے بطریق شعبی حضرت عمر ﷛ کا قول روایت کیا ہے کہ جو شخص قرآن شریف پڑھ کر اس کی تعریب کرے سمجھائے تو اسے اللہ ﷻ کے یہاں ایک شہید کا اجر ملے گا، علامہ جلال الدین سیوطیؒ نے "الاتقان" میں کہا ہے کہ علماء کا اس بات پر اجماع ہے کہ تفسیر کا جاننا فرض کفایہ ہے اور من جملہ تین شرعی علوم کے یہ بزرگ ترین علم ہے۔ اصبہانی کا قول ہے کہ سب سے اچھا پیشہ یا کام جو انسان کرتا ہے وہ قرآن شریف کی تفسیر ہے۔

(۲) علم اصول تفسیر

علم اصول تفسیر ایسے قواعد کے جاننے کا نام ہے جن کو مستحضر رکھنے سے علی وجہ الصحۃ نظم قرآن کے معانی مقصودہ کی تشریح اور احکام شرعیہ کا استنباط کیا جاسکے۔ چونکہ اس علم کے ذریعے سے قرآنی الفاظ کے مدلولات کی تفصیل، شرح معانی نظم اور استخراج احکام شرعیہ کے قواعد معلوم ہوتے ہیں اس لئے اس علم کا نام اصول تفسیر ہے۔

اور اس علم کا موضوع نظم قرآن ہے مگر علی الاطلاق نہیں بلکہ بحیثیت مذکورہ اور غرض و غایت سنت نبویہ اور آثار صحابہ ﷛ کے مطابق نظم قرآن سے استخراج احکام شرعیہ کا ملکہ حاصل کرنا بالفاظ دیگر کلام اللہ کی مراد سمجھنے اور اسے احکام دینیہ کے استنباط کرنے میں خطا واقع ہونے سے بچنا ہے۔

قرآن پاک ایک مکمل ضابطہ حیات، کامل قانون ہدایت جامع اصول و کلیات اور صدہا علوم و فنون کا سرچشمہ ہے۔ چنانچہ علمائے اسلام نے تین سو زیادہ علوم و فنون مدون کیے ہیں اور ہر ایک فن پر مستقل کتابیں لکھی ہیں، ان تمام علوم یا اکثر کے مجموعہ کو علوم القرآن یا اصول تفسیر کہتے ہیں۔

(۳) علم قرأت

قرآن پاک کے الفاظ دو طرح کے ہیں:

www.deeneislam.com

اول متفق علیہ جن کو تمام صحابہ نے ایک ہی طرح سے روایت کیا۔

دوم مختلف فیہ جن کو لغات کے مختلف ہونے کی بناء پر اللہ ﷻ نے کئی کئی طرح نازل فرمایا ہے تو علم قرأت اس علم کا نام ہے جس میں وہ الفاظ ومسائل بیان کئے جائیں جو نزول کے اعتبار سے نبی کریم ﷺ سے کئی کئی طرح آئے ہیں، بالفاظ دیگر علم قرأت وہ علم ہے جس میں اختلاف قرأت متواترہ مشہورہ کے اعتبار سے صور نظم قرآنی پر بحث کی جائے۔

علم قرأت کا موضوع قرآن پاک کے الفاظ ہیں کیونکہ اس علم میں انہی کے تلفظ کے حالات سے بحث کی جاتی ہے۔

نظم قرآن کی تلاوت اور ضبط اختلافات متواترہ کے ملکہ کی تحصیل اس کی غرض وغایت ہے۔

(۴) علم تجوید

تجوید کے معنی کسی چیز کو عمدہ بنانے، سنوارنے اور آراستہ کرنے کے ہیں، تجوید وہ علم ہے جس میں صحت تلفظ یعنی ادائیگی مخارج وصفات حروف اور ترتیل نظم یعنی ادائیگی مد، قصر، وقف اور وصل وغیرہ کی حیثیت سے تلاوت قرآن کی عمدگی، حروف کو صحت اور خوبصورتی سے پڑھنے کو قواعد بیان کئے جائیں، چونکہ اس علم میں اوصال واوقاف کی درستی اور مخارج وصفات کی عمدگی کے ساتھ قرآن کو سنوار کر پڑھنے کے قواعد بیان کئے جاتے ہیں اس لئے اس کا نام ''تجوید'' ہوگیا۔

اس علم کا موضوع کیفیت تلفظ وتلاوت نظم ونسق ہے۔

صحت اور عمدگی کے ساتھ قرآن مجید کی تلاوت کرنا اس کی غرض وغایت ہے۔

www.deeneislam.com

(۵) علم حدیث

اصطلاح میں حدیث نبی کریم ﷺ کے اقوال، افعال کو کہتے ہیں، اور افعال میں آپ کی تقریرات یعنی وہ واقعات بھی داخل ہیں جو آپ ﷺ کے سامنے پیش آئے اور آپ ان کو دیکھ کر یا سن کر خاموش رہے کہ ان کو بھی جزو دین تصور کیا جائے گا اس واسطے کہ اگر وہ امور منشاء دین کے منافی ہوتے تو یقیناً آپ ان کی اصلاح کرتے یا منع فرمادیتے۔

اسی طرح افعال میں آپ ﷺ کے اختیاری احوال بھی داخل ہیں، البتہ غیر اختیاری احوال حلیہ وغیرہ اس میں داخل نہیں کیونکہ ہم سے ان کا کوئی حکم متعلق نہیں، مگر یہ کہ تعریف علماء اصول فقہ کے یہاں ہے۔

محدثین کی اصطلاح میں حدیث کے تحت ہر وہ چیز داخل ہے جو نبی کریم ﷺ کی طرف منسوب ہو اقوال وافعال اور احوال ہوں یا تقریرات وصفات، بلکہ بعض حضرات نے صحابہ وتابعین کے اقوال وافعال کو بھی حدیث میں داخل مانا ہے۔

چونکہ اس علم کے ذریعے سے نبی کریم ﷺ اور آپ کے اصحاب کی باتیں اور ان کے طریق عمل کی سچی خبریں معلوم ہوتیں ہیں اس لئے اس کا نام علم حدیث رکھا گیا اور یہ کوئی خودساختہ اصطلاح نہیں بلکہ قرآن کریم ہی سے مستنبط ہے۔

قرآن کریم میں حق تعالیٰ نے دین کو نعمت فرمایا ہے۔

چنانچہ ارشاد ہے "الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی" اور سورہ ضحیٰ میں آپ کو اسی نعمت کے بیان کرنے کا حکم ان الفاظ میں دیا ہے "واما بنعمة ربک فحدث" پس آنحضرت ﷺ کی اسی تحدیث نعمت کو حدیث کہتے ہیں۔

شیخ کرمانی نے لکھا ہے کہ علم حدیث کا موضوع حضور ﷺ کی ذات گرامی ہے بایں حیثیت کہ آپ رسول ہیں۔

(٦) علم اصول حدیث

اصول حدیث وہ علم ہے جس میں صفات رجال اور صیغ اداء کی حیثیت سے احادیث نبویہ کی صحت وضعف اور قبول وعدم قبول کے بارے میں بحث ہو، بالفاظ دیگر اصول حدیث ان قواعد کے جاننے کو کہتے ہیں جن کے ذریعہ رد وقبول کے اعتبار سے راوی اور مروی کا حال معلوم ہو، یعنی راوی میں کون سے اوصاف پائیں جائیں جن کی وجہ سے اس کی بیان کردہ حدیث قابل قبول ہو، اور کون سے اوصاف ایسے ہیں جن کی وجہ سے اس کی بیان کردہ روایت قابل رد ہو، اسی طرح حدیث کی کون سی قسم قابل قبول ہے اور غیر قبول قبول۔

علم اصول حدیث کا موضوع دو چیزیں ہیں ایک راوی دوسرے مروی دونوں میں حیثیت مذکورہ ملحوظ ہے۔

علم اصول حدیث کی غرض وغایت اقوال غیر سے احادیث کی حفاظت اور صحت وضعف کے اعتبار سے درجات حدیث کو معلوم کرنا۔

جس طریقہ پر دوسرے علوم کے لئے اصول وضوابط کی ضرورت ہوا کرتی ہے اسی طرح علم حدیث کے لئے بھی اصول وضوابط کی ضرورت تھی تاکہ ان کے ذریعے حدیث کی صحت وسقم دریافت کی جاسکے، چنانچہ محدثین نے احادیث کے جانچنے اور پرکھنے کے لئے جو معیار قائم کیا تھا وہ بہت ہی زیادہ بلند تھا۔

اس کا پہلا اصول یہ تھا کہ آنحضرت ﷺ کا قول یا فعل بیان کیا جائے وہ اس شخص کی زبان سے ہو جس نے اس کو خود دیکھا یا سنا ہو ،اور کسی دوسرے کی زبانی سنے تو سننے والے یا دیکھنے والے کے درمیان جتنے روای ہوں ان کے نام ترتیب وار بیان کئے جائیں اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی تحقیق کی جائے کہ جو حضرات سلسلہ روایات میں ہیں وہ کون لوگ تھے، کیسے تھے، ان کے مشاغل کیا تھے، ان کا چال چلن کیسا تھا، سمجھ بوجھ کیسی تھی، سطحی ذہن تھے یا نکتہ رس، عالم تھے یا جاہل، کس تخیل، کس مشرب کے تھے، سن پیدائش اور سن وفات کیا تھا، ان کے شیوخ کون تھے، ضبط وعدالت میں کس درجے کے تھے؟ تاکہ ان کے ذریعے حدیث کی صحت وسقم معلوم ہوسکے۔

ان جزوی باتوں کا دریافت کرنا اور ان کا پتہ لگانا سخت مشکل تھا، لیکن محدثین نے اپنی عمریں اسی کام میں صرف کیں، اور ایک ایک شہر کے راویوں سے ان کے متعلق ہر قسم کے حالات دریافت کئے انہیں تحقیقات کے ذریعہ "اسماء الرجال" کا ایک عظیم الشان فن ایجاد ہوا۔

کسی حدیث کی صحت وعدم صحت کما حقہ اس وقت تک معلوم نہیں ہوسکتی جب تک اس کے راویوں کے حالات معلوم نہ

www.deeneislam.com

ہو جائیں، جوفن اس کی کفالت کرسکتا ہے وہ فن جرح وتعدیل ہے جو اصول حدیث کا ایک اہم جز ہے، تاریخ دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ سب سے پہلے اس موضوع پر گفتگو کرنے والے اور تنقید رجال کے اصول قائم کرنے والے بخاری کے شیخ اور شیخ الشیخ حضرت شعبہ بن الحجاج متوفی ۱۶۰ھ ہیں جو جرح وتعدیل کے امام کہلاتے ہیں اور سب سے پہلے اس موضوع پر قلم اٹھانیوالے بھی بخاری کے دوسرے شیخ یحیی بن سعید القطان متوفی ۱۹۸ھ ہیں اور انہیں کے تلامذہ میں احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ ہیں جنہوں نے اس فن میں کتابیں لکھیں ہیں۔

بہر کیف حدیث کی صحت وسقم دریافت کرنے کے لئے اصول حدیث کی اس قدر ضرورت تھی کہ اگر کوئی محدث اس علم سے غافل ہوتا اس کو بڑی دقتوں کا سامنا پیش آتا خصوصاً اس وقت جب فتنوں کے دروازے کھل چکے تھے، بدعات کا شیوع، سیاسی انتشار، الحاد وزندقہ کا زور اور اعتقاد میں فرقہ بندی شروع ہوگئی تھی، اور ہر شخص اپنے خیالات کی تائید میں حدیثیں پیش کرنے لگا تھا، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ رطب ویابس حدیثیں ان مجموعوں میں شامل ہوگئیں جن کے جانچنے پرکھنے کے لئے اصول حدیث کی سخت ضرورت پیش آئی، چنانچہ میزان الاعتدال میں حضرت ابن سیرین سے منقول ہے کہ اسناد کے جانچنے کی ضرورت واقعات فتن کے بعد ہوئی۔

www.deeneislam.com

(۷) علم فقہ

فقہ کا لغوی معنی ہے کسی شئی کو کھولنا اور واضح کرنا ہے، فقیہ اس عالم کو کہتے ہیں جو احکام شرعیہ کو واضح کرلے، ان کے حقائق کا سراغ لگائے اور مغلق وپیچیدہ مسائل کو واضح کرے۔

اصطلاح اہل شرع میں فقہ کی مشہور تعریف یہ ہے۔

" هو العلم بالأحكام الشرعية الفرعية من أدلتها التفصيلية ".

کہ فقہ احکام شرعیہ فرعیہ کے اس علم کو کہتے ہیں جو احکام کی ادلہ مفصلہ سے حاصل ہو، احکام فرعی وہ ہیں جن کا تعلق عمل سے ہوتا ہے، اور احکام اصلی وہ ہیں جن کا تعلق اعتقاد سے ہوتا ہے۔

احکام کی ادلہ مفصلہ چار ہیں: قرآن پاک، حدیث رسول اللہ ﷺ، اجماع امت، قیاس۔

تعریف مذکور دو جزؤں پر مشتمل ہے:

ایک "العلم بالأحكام الشرعية الفرعية" اس جز کے پیش نظر احکام اعتقادیہ جیسے وحدانیت خداوند تعالیٰ، رسالت رسل اور علم یوم آخرت وغیرہ امور فقہ کے اصطلاحی مضمون سے خارج رہیں گے۔

دوم "العلم بالأدلة التفصيلية" کا مطلب یہ ہے کہ قضایا فرعیہ عملیہ میں سے ہر قضیہ کی تفصیلی ادلہ کا علم ہو، مثلاً جب یہ کہا جائے کہ بیع سلم میں بوقت عقد راس المال کی تسلیم وتفویض ضروری ہے تو کتاب اللہ یا سنت رسول یا فتاویٰ صحابہ سے اس پر دلیل قائم ہوگی، اسی طرح جب یہ کہا جائے کہ سود کم یا زائد سب حرام ہے تو اس کی دلیل بھی اسی طرح پیش کی جائے گی، اور جب یہ کہا جائے

کہ راس المال میں جو بھی زیادتی ہو وہ ربا کے درجہ میں، تو آیت "وان تبتم فلکم رؤس اموالکم لا تظلمون و لا تظلمون" سے استدلال ہوگا، اور جب یہ کہا جائے کہ لوگوں کا مال باطل طریق سے ہڑپ کرنا حرام ہے تو آیت "لا تاکلوا اموالکم بینکم بالباطل" پیش کی جائے گی، بہرکیف علم فقہ کی وضع اعمال ناس کے ہر ہر جزئیہ پر حلت وحرمت، کراہت ووجوب وغیرہ کا حکم لگانا اور ان میں سے ہر ایک کی دلیل بیان کرنا ہے۔

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں "الفقه معرفة النفس ما لها وما عليها" یعنی علم فقہ نفس اور اس پر طاری ہونے والی کیفیات کے معلوم کرنے کا نام ہے۔

اہل حقیقت اور صوفیاء کرام کے یہاں فقہ علم وعمل کی جامعیت کا نام ہے۔

علم فقہ کا موضوع مکلف آدمی کا فعل وعمل ہے جس کے احوال سے اس علم میں بحث ہوتی ہے مثلاً اس کا صحیح ہونا یا صحیح نہ ہونا، فرض ہونا، فرض نہ ہونا، حلال ہونا یا حرام ہونا، حلال یا حرام نہ ہونا وغیرہ، مکلف سے مراد عاقل وبالغ شخص ہے، پس مجنون ونابالغ بچہ کے افعال علم فقہ کے موضوع سے خارج ہیں۔

اس کی غرض وغایت سعادت دارین کی ظفریابی ہے کہ فقیہ دنیا میں مخلوق خدا کو فائدہ پہنچا کر مراتب عالیہ حاصل کرتا ہے، اور آخرت میں جس کی چاہے گا شفاعت کرے گا اور اپنے پروردگار کے دیدار سے مشرف ہوگا یا یہ کہو کہ علم فقہ کا مقصد احکام شرعیہ کے موافق عمل کرنے کی قوت اور ملکہ پیدا کرنا ہے۔

علم فقه کی عظمت

حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے: "من يرد الله به خيرا يفقه في الدين"

کہ حق تعالیٰ جس بندہ کے ساتھ خیر کا ارادہ کرتے ہیں، اسے تفقہ فی الدین یعنی دین کی فقاہت اور صحیح سمجھ عطا فرماتے ہیں۔

نیز آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "فقيه واحد أشد على الشيطان من ألف عابد".

کہ ایک فقیہ شیطان پر ہزار عابدوں سے بھاری ہے۔

(۸) علم اصول فقه

اصل کے لغوی معنی "ما يبنى عليه غيره" ہیں، اصطلاحی حیثیت سے بھی اصول کے یہی معنی مراد ہیں، کیونکہ اصولیین کے یہاں علم اصول فقہ وہ ہے جس پر فقہ کی بنیاد قائم ہو۔ اسی لئے علامہ کمال الدین ابن الہمام نے "التحریر" میں اس کی تعریف یوں کی ہے، "انه ادراک القواعد التي يوصل بها الى استنباط الفقه" جس کا مطلب یہ ہے کہ اصول فقہ ان قواعد کا علم ہے جن سے تفصیلی ادلہ کے ساتھ عملی احکام کے استنباط کی شاہراہ قائم ہو، مثلاً علم اصول یہ ثابت کرتا ہے کہ امر مقتضی وجوب ہوتا ہے، اور نہی مقتضی تحریم، پس جس وقت فقیہ نماز یا زکوٰۃ کا حکم نکالنا چاہے کہ واجب ہے یا غیر واجب تو وہ آیت "أقيموا الصلوٰة وآتوا

www.deeneislam.com

الزکوٰۃ" کو سامنے رکھے گا، اور جب حج کا حکم مستنبط کرنا چاہے تو ارشاد نبی ﷺ "ان اللّٰہ کتب علیکم الحج فحجوا" سے مستنبط کرے گا، اور جب شراب کا حکم اخذ کرنا چاہے تو آیت "انما الخمر الی قولی فاجتنبوہ" سے اخذ کرے گا کہ اس میں اجتناب عن الخمر مطلوب ہے شراب سے بچو اور اجتناب عن الخمر نہی عن القرب ہے کہ اس کے پاس بھی نہ جاؤ، اور حرمت پر دلالت کرنے میں نہی عن القرب سے زیادہ کوئی نہی نہیں ہے۔

علم اصول فقہ کا موضوع ادلہ اربع: کتاب اللہ، سنت رسول اللہ ﷺ، اجماع امت قیاس اور احکام اصول فقہ کا موضوع ہیں، بعض حضرات کی رائے یہ ہے کہ احکام اصول فقہ کے موضوع میں داخل نہیں، اصول فقہ میں جو ان کا ذکر ہوتا ہے وہ تبعا ہوتا ہے، جیسا کہ ہر فن میں بعض امور بالتبع ذکر کیے جاتے ہیں۔

احکام شرعیہ کو ادلۂ تفصیلیہ کے ساتھ جاننا اور استنباط مسائل کے قواعد کو معلوم کرنا اس کی غرض وغایت ہے۔

اس کی ضروت کب اور کیوں پیش آئی

انسان کا کوئی فعل ایسا نہیں ہے جس کے ساتھ کوئی حکم شرعی متعلق نہ ہو مگر انسان کے افعال بے انتہا ہیں اور ہر ایک فعل کا جدا گانہ حکم بیان کرنا اگر محال نہیں تو متعسر ضرور ہے اس لئے ایسے قواعد کی تدوین ضروری تھی جن کے ذریعہ احکام کو اصول شریعت سے استنباط اور استدلال کرنے کا طریقہ معلوم ہو سکے۔

صحابہ کرام جلاء قلبی، فیض صحبت نبویہ کے باعث اس فن سے مستغنی تھے، نیز عہد صحابہ میں علوم نے صناعت کی صورت بھی اختیار نہیں کی تھی، اس لئے جہاں اور علوم کی تدوین عہد صحابہ میں نہیں ہوئی وہیں اصول فقہ کی تدوین بھی عمل میں نہیں آئی، عہد صحابہ گزر جانے کے بعد ہر علم نے صناعت کی صورت اختیار کی تو اس فن کی تدوین بھی صناعت ہی کے پیرایہ میں کی گئی۔

www.deeneislam.com

(۹) علم الفرائض

لفظ "فرض" لغت عرب میں مختلف معانی میں استعمال ہوتا ہے، مثلاً وجوب، حصہ، مقدار، قطع کرنا، مقرر کرنا، اندازہ کرنا وغیرہ۔ علم الفرائض میں یہ سب معانی پائے جاتے ہیں، اس لئے اس کو فرائض کہتے ہیں۔

اصطلاحی تعریف یہی ہے "علم باصول من فقه وحساب یعرف بها حق الورثة من الترکة" فرائض علم فقہ اور حساب کے ان قواعد کے جاننے کا نام ہے جن کے ذریعے سے ترکہ میت کو ورثہ میں تقسیم کرنے کی کیفیت اور ان کے حقوق ودرجات کی تفصیل معلوم ہو۔

اس علم کا موضوع ترکۂ میت اور اس کے وارثین ہیں، کیونکہ فرضی ترکہ میت اور اس کے مستحقین ہی سے بحث کرتا ہے بایں حیثیت کہ میت کا ترکہ بقواعد معینہ شرعیہ مستحقین پر تقسیم کیا جاتا ہے۔

اس کی غرض وغایت مستحقین کو ان کے حقوق کے مطابق ترکہ تقسیم کرنے کا علم حاصل کرنا ہے۔

(۱۰) علم حکم الشرائع

علم حکم الشرائع وہ علم ہے جس میں قوانین دینیہ واحکام شرعیہ کے حقائق واسرار اور محاسن وحکمتیں مذکور ہوں۔

اس فن کا موضوع نظام تشریعی محمدی "من حيث المصلحة المفيدة" ہے۔

غرض وغایت اس کی یہ ہے کہ انسان کو یہ معلوم ہو جائے کہ خدا اور رسول کے احکام میں نہ کچھ تنگی ہے نہ وہ خلاف فطرت سلیمہ ہیں تاکہ ان پر انسان کو پورا وثوق حاصل ہو جائے اور ان کو فطرت پر مبنی باتیں سمجھ کر دل ان کی طرف کھنچ آئے اور کسی مشکک کے بہانے سے دل میں شبہ واقع نہ ہو۔

(۱۱) علم الفتاوٰی

علم فتاوی وہ علم ہے جس میں جزئی واقعات کی بابت ماہر شریعت فقہاء سے صادر شدہ احکام مروی ہوں تاکہ آنے والے پست ہمت لوگوں کے لئے عمل سہل ہو، قال فی مدینۃ العلوم "هو علم تروى فيه الأحكام الصادرة عن الفقهاء في الواقعات الجزئية يسهل الأمر على القاصرين من بعدهم"۔

عدالت سے متعلق افتاء ایک نہایت ضروری صیغہ ہے جو آغاز اسلام میں قائم ہوا اور جس کی مثال اسلام کے سوا اور کہیں نہیں پائی جاتی، قانون کے جو مقدم اصول ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ ہر شخص کی نسبت یہ فرض کرنا چاہیئے کہ وہ قانون سے واقف ہے یعنی مثلاً کوئی شخص جرم کرے تو اس کا یہ عذر کام نہیں آسکتا کہ وہ اس فعل کا جرم ہونا نہیں جانتا تھا، یہ قاعدہ تمام دنیا میں مسلم ہے، لیکن اور قوموں نے اس کے لئے کسی قسم کی تدبیر اختیار نہیں کی مگر اسلام میں اس کا خاص محکمہ تھا جس کا نام محکمۂ افتاء تھا، اس کا یہ طریقہ نہایت لائق قانون داں ہر جگہ موجود رہتے تھے اور جو شخص کوئی مسئلہ دریافت کرنا چاہتا ان سے دریافت کر سکتا تھا ان پر فرض تھا کہ نہایت تحقیق کے ساتھ ان مسائل کو بتائیں اس صورت میں گویا ہر شخص جب چاہے قانون کے مسائل واقف ہو سکتا تھا۔

افتاء کی اہمیت

افتاء ایک نہایت اہم ذمہ داری ہے اس واسطے کہ فتوی عام ہوتا ہے اور اس حکم صرف سائل تک محدود نہیں ہوتا بلکہ آئندہ جسے بھی مسئلہ کی یہی صورت پیش آئی اس کے لئے وہی جواب لائحہ عمل ہوگا جو مفتی کا فریضہ ہے کہ اگر وہ اس منصب کے لائق نہ ہو تو ہرگز افتاء کی جرأت نہ کرے ورنہ گناہ گار اور سخت مجرم ہوگا، یہی وجہ ہے کہ اسلاف اس ذمہ داری کے قبول کرنے سے احتراز کرتے اور جس کو وہ اپنے علم وعمل میں برتر سمجھتے ان کے سر یہ ذمہ داری ڈالنا چاہتے ہیں۔

(۱۲) علم کلام یا عقائد

علامہ ابوالخیر نے "الموضوعات" میں اس کی تعریف یوں کی ہے "هو علم يقتدر به على اثبات العقائد الدينية

www.deenislam.com

بایراد الحجج علیہا ودفع الشبھة عنھا " یعنی متقدمین علماء متکلمین کی اصطلاح میں علم کلام وہ ہے جس سے ادلہ تفصیلیہ کے ساتھ عقائد دینیہ اسلامیہ کے اثبات اوران سے دفع شکوک وشبہات پر قدرت حاصل ہوتی ہے۔

متاخرین کے یہاں علم کلام وہ ہے جس میں معرفت عقائد دینیہ کے واسطے ذات وصفات باری تعالیٰ اور فلسفیات واقسام ممکنات سے بحث ہو۔

جس وقت اس علم کی تدوین عمل میں آئی اس وقت لوگوں کی عادت تھی کہ جب وہ اس فن میں گفتگو شروع کرتے تو اکثر "الکلام فی کذا وکذا " کہہ کر مسائل کے عنوانات قائم کرتے تھے، اس لئے اس کا نام علم کلام ہوگیا، یا اس لئے اس میں اہل بدعت سے مناظرے تھے اور عقائد پر ان سے گفتگو وکلام تھا، جس کو عمل سے تعلق کم تھا یا اس لئے کہ اس کا متنازع فیہ مسئلہ کلام باری کا مسئلہ تھا کہ وہ مخلوق ہے یا غیر مخلوق؟ علامہ تفتازانی نے شرح عقائد میں کچھ اور بھی وجوہ ذکر کی ہیں۔

قدماء متکلمین کے نزدیک اس علم کا موضوع صرف ذات وصفات باری تعالیٰ ہیں۔

متاخرین کے نزدیک ذات وصفات سے اعم یعنی موجود ومعلوم ہے اس حیثیت سے کہ اس کا تعلق عقائد دینیہ کے ساتھ ہے۔

علامہ ابن خلدون فرماتے ہیں کہ علم کلام کا موضوع وہ تسلیم شدہ عقائد ایمانیہ ہیں جن کا ثبوت پختہ دلائل عقلیہ سے بہم پہنچایا جائے تاکہ بدعت کی بیخ کنی ہو، شکوک رفع ہوں اور عقائد میں تشبیہ کا لغو خیال سراسر باطل ثابت ہو۔

اس علم کی غرض وغایت سعادت دینیہ سیادت سرمدیہ یا اصول شرعیہ کے موافق عقائد اسلامیہ کی صحیح معرفت حاصل کرنا۔

صاحب مفتاح السعادۃ نے لکھا ہے کہ علم کلام کی ابتدائی اشاعت پہلی صدی ہجری میں معتزلہ اور قدریہ نے کی، اور اہل سنت والجماعۃ کے علم کلام کی بنیاد تیسری صدی ہجری میں پڑی کیونکہ اعتزال کی ابتدا واصل بن عطاء نے کی جو ۸۰ھ میں پیدا ہوا، اور ۱۳۱ھ میں وفات پائی، اور اہل سنت والجماعۃ کے علم کلام کی بنیاد امام ابوالحسن اشعری نے ڈالی جو تیسری صدی میں تھے اور خود ایک مدت تک معتزلی رہ چکے تھے، اس بناء پر علم کلام دو صدیوں تک مستقل طور پر معتزلہ کے ہاتھ میں رہا۔

علامہ شبلی نے اس کے ابتداء یوں بتائی ہے کہ مانی وغیرہ کی کتابوں کے پھیلنے سے جب الحاد کی ہوا چلی تو منصور کے فرزند خلیفہ مہدی نے اپنی حکومت میں اس آگ کو لب تیغ سے بجھانا چاہا، چنانچہ سیکڑوں ہزاروں آدمی قتل کردیے، لیکن خیالات کی آزادی جبر وتعدی سے رک نہیں سکتی تھی، آخر اس نے علماء اسلام کو حکم دیا کہ ملحدوں کے رد میں کتابیں لکھیں اس طرح علم کلام کی بنیاد پڑی۔

علم کلام اور اس کی ضرورت

فلسفہ کی عام وقعت اور ارسطو وافلاطون کے پرعظمت ناموں سے بہت سے لوگ مرعوب ہوگئے تھے اور ان کے دلوں سے مذہب کا اثر زائل ہوگیا تھا، اس لئے اس بات کی ضرورت تھی کہ فلسفہ کے مسائل اور حکماء کے خیالات پر تنقید کرکے ان کی وقعت اور ان کے اثر کو کم کیا جائے۔

متکلمین اسلام میں حجۃ الاسلام امام غزالی رحمہ اللہ نے اسی ضرورت سے "تھافۃ الفلاسفہ" لکھی، چنانچہ اس کے

دیباچے میں لکھتے ہیں کہ ”میں نے ایک گروہ کو جو اپنے آپ کو ذہانت وفطانت میں اپنے ہمسروں سے ممتاز سمجھا جاتا ہے، دیکھا کہ وہ مذہبی قیود واحکام سے بالکل آزاد ہوگیا ہے، اور شعائرِ مذہبی اور عبادات وغیرہ کو چشم حقارت سے دیکھتا ہے، اور ان کے کفر کی وجہ صرف یہ ہے کہ جب انہوں نے سقراط، بقراط، افلاطون اور ارسطو وغیرہ کے شاندار نام سنے اور ان کے متبعین نے ہندسہ، منطق، طبعیات، اور الٰہیات میں ان کی دقت نظری کی تعریف کی ساتھ ہی یہ بھی بیان کیا کہ باوجود اس علم وفضل کے یہ لوگ مذہب کے منکر تھے، اور اس کو ایک مصنوعی اور نمائشی چیز سمجھتے تھے، تو وہ بھی مذہب کے منکر ہوگئے تاکہ وہ بھی حکماء کے زمرے میں شامل ہوجائیں اور عوام وجمہور کی تائید میں ومساعدت کی ذلت نہ گوارا کریں، اس بنا پر میں قدماء فلاسفہ کی تردید میں یہ کتاب لکھی اور الہیات کے متعلق ان کے عقائد کی کمزوریاں دکھائیں۔

(۱۳) علم ادب

ادب اصطلاحی وہ علم ہے جس کی نگہداشت حدود اور رعایت کرنے سے آدمی اپنے **مافی الضمیر** کو ادا کرنے میں لفظی معنوی اور تحریری غلطیوں سے بچ سکے۔ علامہ ابن خلدون نے اپنے مقدمہ میں علم ادب پر بحث کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ادب سے مراد ہے زبان کا خلاصہ اور اس کا نچوڑ، نیز اسالیب عرب کے مطابق نظم ونثر میں عمدگی پیدا کرنا، اس کے بعد لکھتے ہیں کہ جب عرب اس فن کی معین تعریف کرنا چاہتے ہیں تو کہتے ہیں، ادب عربوں کی شاعری اور ان کی تاریخ واخبار کو حفظ کرنے نیز ہر علم میں سے کچھ حصہ اخذ کرنے کا نام ہے۔

”کشف الظنون“ میں ادب کی تعریف کے تحت لکھا ہے کہ:

”ادب وہ علم ہے جس کے ذریعے عربی زبان بولنے اور لکھنے میں غلطیوں سے محفوظ رہا جائے“۔

جرجانی نے اپنی تعریفات میں لکھا ہے کہ ”یہ لفظ ان تمام معلومات پر بولا جاتا ہے جس کے ذریعے ہر قسم کی خطا سے محفوظ رہا جاسکے“ لیکن حقیقت یہ ہے کہ ادب علوم وفنون کی روح ہماری زندگیوں کا ماحصل، ہمارے افکار وجذبات واحساسات کا خلاصہ اور انسانی عقول ونفوس اور قلوب واجسام پر حکمرانی کرنے کا ایک مؤثر ذریعہ ہے۔

ادب موسیقی ہے جو اپنے ساز کی تاثیر سے قوموں کو مست خرام اور مائل بہ عمل رکھتی ہے، ادب حسین الفاظ اور شگفتہ اسلوب مافی الضمیر کے اظہار کا نام ہے تاکہ ان ذرائع سے کام لے کر معانی براہ راست سامع یا قاری کے دل میں ڈال دیے جائیں، ادب اپنے زمانے کی پوری تصویر اور صحیح تاریخ ہوتا ہے، آپ کسی زبان کے ایک دور کا ادب پڑھ کر اس عہد کے لوگوں کے اعتقادات، علمی سطح اور ان کی عملی قوتوں کا پورا پورا اندازہ لگا سکتے ہیں۔

فن ادب کے ارکان أربعہ

علامہ ابن خلدون رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ ہم نے اثنائے درس میں اپنے اساتذہ کی زبانی سنا ہے کہ اس فن ادب کے اصول

www.deeneislam.com

وارکان چار کتابوں میں جمع ہیں: ابن قتیبہ کی "ادب الکاتب" مبرد کی "الکامل" جاحظ کی "البیان والتبیین" اور ابو علی قالی کی "کتاب النوادر"۔

(١٤) علم صرف

صرف وہ علم ہے جس میں کلمات مفردہ موضوعہ عربیہ کی مختلف صور وہیات نوعیہ اور بناوٹ سے بحث ہو، بالفاظ دیگر صرف وہ علم ہے جس سے کلموں کی ساخت اور ادل بدل کے قواعد معلوم ہوں۔

علم صرف کا موضوع کلمات ثلثہ ہیں۔ اسم، فعل، حرف۔

اس علم کی غرض وغایت الفاظ وکلمات کے صحیح تلفظ کو معلوم کرنا اور کلموں کی ساخت اور تغیر وتبدیل کے قواعد کو پہچاننا۔

(١٥) علم النحو

علم نحو وہ علم ہے جس میں اواخر کلمات موضوعہ کے احوال اعراب وبناء، ترکیب وافراد سے بحث کی جائے۔

کشاف اصطلاحات الفنون میں ہے، علم نحو جس کو علم الاعراب بھی کہتے ہیں وہ علم جس کے ذریعے ترکیب عربی کی کیفیت از روئے صحت وسقم اور اس چیز کی کیفیت معلوم ہو جو ترکیب عربی میں الفاظ کے وقوع یا لاوقوع سے متعلق ہے۔

علم نحو کا موضوع کلمہ اور کلام ہے، کیونکہ اس میں انہیں کے احوال سے بحث ہوتی ہے یہ بھی کہا گیا کہ علم نحو کا موضوع لفظ موضوع ہے مفرد ہو یا مرکب، یعنی لفظ موضوع باعتبار ہیئت ترکیبیہ اور باعتبار ادائی گی معانی اصلیہ۔

اس علم کی غرض وغایت گفتگو کے وقت معانی وضعیہ پر تراکیب کلام کو تطبیق دینے اور کلمات کو باہم ملا کر تلفظ کرنے میں غلطی واقع ہونے سے بچنا ہے۔

(١٦) علم معانی

معانی وہ علم جس سے عربی لفظ کے وہ حالت معلوم ہوتے ہیں جن کے ذریعے لفظ مقتضی الحال کے مطابق ہوتا ہے، بالفاظ دیگر معانی وہ علم ہے جس کے قواعد مستحضر رکھنے سے کلمہ اور کلام کو باموقع استعمال کرنا آجاتا ہے۔

علامہ سکاکی نے اس کی تعریف یوں کہ ہے کہ علم معانی خواص تراکیب کلام بلغاء کے تتبع کو کہتے ہیں تاکہ ان خواص پر آگہی ہو جانے سے کلام کو مقتضی الحال کے مطابق کرنے میں غلطی واقع ہونے سے احتراز ہو سکے۔

اس علم کا موضوع تراکیب بلغا بایں حیثیت کہ وہ مقتضاء حال کے مطابق ہوں۔

اس کی غرض وغایت کلام کو مقتضاء حال کے مطابق ترکیب دینے میں خطاء واقع ہونے سے بچنا۔

www.deeneislam.com

(۱۷) علم بیان

علم بیان وہ علم ہے جس کے ذریعہ سے ایک مفہوم کو متعدد طرق سے ادا کرنے کا ڈھنگ معلوم ہو بایں طور کہ ان طرق میں بعض معنی مرادی پر دلالت کرنے میں، دوسرے بعض طرق کی بہ نسبت اجلی وواضح ہوں، خواہ یہ متعدد طرق بطرق مجاز یا بطریق تشبیہ یا بطریق کنایہ ہوں جیسے یوں کہا جائے "زید مهزون الفصیل ۔ زید جبان الکلب ۔ زید کثیر الرماد" ان ترکیبوں میں زید کی سخاوت کو بطریق کنایہ ثابت کیا گیا ہے کیونکہ بچھڑے کا دربل ہونا یہ بتا رہا ہے کہ اس کو ماں کا دودھ نہیں ملتا، بلکہ سب مہمانوں کی ضیافت میں کام آجاتا ہے، اسی طرح کتے کے بزدل ہونے سے اس کی طرف اشرہ ہے کہ وہ مہمانوں کی کثرت آمدورفت سے ایسا مانوس ہوگیا کہ کسی بھونکتا ہی نہیں، نیز راکھ کا بکثرت ہونا اس امر کی دلیل ہے کہ اس کے یہاں لکڑیاں بکثرت جلتی ہیں جو مہمانوں کے لئے بکثرت کھانا پکانے کی طرف اشارہ ہے، ان تینوں طریقوں میں گو ایک معنی کی تعبیر ہے لیکن وضوح وخفا میں تینوں مختلف ہیں جن میں کثرت رماد واضح تر ہے۔

اس علم کا موضوع وضوح وخفاء دلالت کے اعتبار سے الفاظ وعبارات ہیں۔

اس کی غرض وغایت معنی واحد کو تراکیب مختلفہ کے ساتھ بیان کرنا کا طریقہ معلوم کرنا۔

(۱۸) علم بدیع

علم بدیع وہ علم ہے جس کے ذریعے سے تحسین کلام کے ایسے طرق وضوابط معلوم ہوں جن کا اعتبار کلام کے فصیح وبلیغ ہونے کے بعد ہوتا ہے، جیسے جناس ومراعاۃ النظر وغیرہ، بالفاظ دیگر بدیع وہ علم ہے جن کے جاننے سے ان تمام لفظی ومعنوی خوبیوں سے واقفیت ہوجائے جو کلام میں بطور آرائش آتی ہیں۔

موضوع اس علم کا بحیثیت مذکورہ تراکیب بلغا ہیں۔

اس کی غرض وغایت فصیح اور مقتضائے حال کے مطابق کلام میں زیادہ حسن وخوبی پیدا کرنے کے طریقے معلوم کرنا ہے۔

(۱۹) علم منطق

علم منطق جس کو علم میزان بھی کہتے ہیں، ایک ایسا علم عملی اور قانونی آلہ ہے جس کی رعایت ذہن کو خطاء فی الفکر سے بچاتی ہے۔

علم منطق کو منطق اس لئے کہتے ہیں کہ نطق کا اطلاق نطق ظاہری یعنی تکلم پر اور نطق باطنی یعنی ادراک معقولات پر بھی ہوتا ہے اور اس فعل کے مصدر ومظہر انفعال یعنی نفس ناطقہ پر بھی ہوتا ہے اور اس علم کے ذریعے تکلم میں تقویت اور ادراک میں تسدید آتی ہے جس کی وجہ سے نفس ناطقہ کو ہر دو کمال یعنی تکلم فصیح اور ادراک صحیح حاصل ہوتے ہیں، یہاں تک کہ اس کے ذریعے سے نفس ناطقہ تکلم فصیح اور علی وجہ الصواب ادراک معقولات پر قادر ہوجاتا ہے۔

www.deeneislam.com

اس علم کا موضوع معرف اور حجت یعنی معلومات تصوریہ وتصدیقیہ جن سے مجہولات تصوریہ وتصدیقیہ کو معلوم کیا جائے۔
اس کی غرض وغایت ذہن کو خطاء فی الفکر سے بچانا، بالفاظ دیگر نظر وفکر میں غلطی واقع ہونے سے بچنا۔

(۲۰) علم مناظرہ

علم مناظرہ وہ علم ہے جس میں اظہار حق کے لئے مطلوب ثابت کرنے اور مدمقابل کی دلیل اوراس کے مدعی کو باطل ٹھہرانے کے قواعد بیان ہوں، یہ بات یادرکھنی چاہیئے کہ اگر باہمی تکرار سے متخاصمین کی غرض اظہار حق وصواب ہوتو، اصطلاح میں اس کا نام مناظرہ ہے، جیسا کہ اوپر بیان ہوا، اوراگر صرف الزام خصم کی نیت ہوتو اس کو مجادلہ کہتے ہیں، اوراگر محض شیخی کا اظہار اوراپنی بات پر اڑے رہنا مقصود ہوتو اس کو مظاہرہ کہتے ہیں۔
علم مناظرہ کا موضوع اثبات مدعی اورنفی مطالب کے آداب ہیں۔
اس علم کی غرض وغایت مباحث جزئیہ میں خطاواقع ہونے سے ذہن کو بچاناہے۔

(۲۱) علم حکمت یا فلسفہ

حکمت وہ علم ہے جس کے ذریعے سے موجودات کے نفس الامری احوال حسب طاقت بشریہ معلوم ہوں، بالفاظ دیگر موجودات واقعیہ کے احوال واقعیہ کو بقدر طاقت انسانی جاننے کا نام حکمت یا فلسفہ ہے۔
حکمت وفلسفہ کا موضوع موجودات واقعیہ ہیں۔
اس کی غرض وغایت معرفت صلاح مبداء ومعاد، بالفاظ دیگر قوت علمیہ کی تکمیل کے لئے احوال موجودات کو پہچاننا۔

(۲۲) علم ہیئت

ہیئت وہ علم ہے جس کے ذریعہ سے اجرام فلکی اور کرۂ زمین کی گردش، کشش، ان کے باہمی بعد ومسافت اور ڈیل وڈول ساخت اور بناوٹ وغیرہ احوال کیفیات معلوم ہوں۔ صاحب مدینۃ العلوم نے ہیئت کی تعریف اس طرح کی ہے کہ ہیئت وہ علم ہے جس سے اجرام بسطیہ علوم وسفلیہ کے احوال واشکال، اوضاع ومقاریر اور ابعاد معلوم ہوں۔ ارشاد القاصد میں بھی یہی مذکور ہے۔
اس علم کا موضوع بحیثیت مذکورہ اجرام فلکی اور کرۂ زمین اس علم کا موضوع ہے۔
اس علم کی غرض وغایت اجرام فلکی اور کرۂ ارض کی گردش، کشش، ساخت وغیرہ احوال نفس الامری کی معرفت ہے۔

www.deeneislam.com